AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, June 2022, PP: 367-380
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

معراج النبی ﷺ کی استشراقی تعبیرات: تجزیاتی مطالعہ

The Orientalists' Interpretations of Prophet's Ascension into Heaven…An Analytical Study

Sabahat Afzal
Assistant Professor
Institute of Islamic Studies, University of Punjab, Lahore, Pakistan

Abstract

The incident of Prophet's ascension into heaven has been a very significant subject of Seerat-un-Nabi (S.A.W.). Though the difference of opinion regarding the details of Meraj exists among the Muslim scholars but no one among them has denied the occurrence of this incident. The Orientalists propound different rational interpretations regrading this event of Prophet's life and majority of them seem to deny the material occurrence of Meraj. The arguments of the Orientalists mainly rest upon reason. In this article an attempt has been made to describe the different elaborations of Meraj done by the Orientalists and to analyse their views in the light of historical facts.

Keywords: *Islam, Prophet, Ascension into heaven, Meraj, Orientalists, Seerat-un-Nabi*

تمہید:

انبیاء کی سوانح ذکرِ معجزات کے بغیر نامکمل رہتی ہے۔انبیاء کو معجزات عطا کرنے کا مقصد انسانوں کے اس طبقے کو مطمئن کرنا ہے جو روحانی اور عقلی بصیرت کے اس جوہر سے محروم ہیں جن کی مدد سے انسان ان مظاہر میں بھی حیرت و تعجب کا سبب ڈھونڈ لیتا ہے جو بظاہر ہر روز اور ہر لمحہ وقوع پذیر ہونے والے معمولی وقائع کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور اس کا سبب یہ ہے کہ معجزے اور معمول کے واقعہ میں محض اتنا ہی فرق ہے کہ معجزہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے ان واقعات سے مختلف ہوتا ہے جن کا ہماری عقل و حواس عموماً مشاہدہ کرتے ہیں۔ تاہم اس بات کو سمجھنے کے لیے اس بصیرت کی ضرورت ہے جو عقل کی ایمانی بنیادوں پر تربیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو ایسے معجزات عطا فرمائے جو ان کی نبوت کی مزید تائید کر سکیں اور کج رو انسانوں کے لیے بھی باعث ہدایت بن جائیں۔

رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے سے گریز کی مغربی روش نے بیشمار پیچیدگیاں پیدا کی ہیں۔عالم بالا سے تعلق،وحی کی کیفیات،روحانی وارداتیں،سب کی سب معرض بحث میں آئی ہیں۔انبیاء ہمیشہ سے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔عالمی مذاہب کا وجود ان کی کاوشوں ہی کا مظہر ہے۔ نبی خدا اور اس کے بندوں کے درمیان ایک واسطے کا کام کرتے ہیں۔لہذا انہیں عام انسانوں کے مقابلے میں کچھ خصوصی امتیازات اور صلاحیتیں حاصل ہوتی ہیں۔ معجزات بھی انہی امتیازات کا ہی ایک حصہ ہیں۔باقی انبیاء کی طرح رسول اللہ ﷺ سے بھی معجزات کا صادر ہونا ثابت ہے۔ تاہم آپؐ کے معجزات کی بھی آپؐ کی نبوت کے باقی پہلوؤں کی طرح ایسی مادی تاویلات کی گئی ہیں کہ جن سے وہ کوئی خارق عادت واقعہ نہ لگیں بلکہ معمول کا ہی کوئی واقعہ محسوس ہوں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ میں کئی ایسے معجزات کا ذکر ملتا ہے جو آپؐ کی شان نبوت بلند کرنے کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کی تقویت ایمان کا سبب بھی بنتے ہیں۔یہاں ان معجزات میں سے ایک اہم ترین واقعہ،واقعہ معراج کے بارے میں مستشرقین کی ان تحریروں کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا جن میں وہ واقعہ معراج کی عقلی و مادی تاویلات کرتے نظر آتے ہیں۔ایسی تاویلات کرتے ہوئے بعض مصنفین معراج کو ایک عام قدرتی واقعہ کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں جبکہ بعض واقعہ معراج کے بارے میں موجود روایات کا بالواسطہ طور پر انکار کرتے ہیں۔ مستشرقین کی اس روش کو سیرت کی مادی تعبیر کی ایک کڑی قرار دیا جا سکتا ہے۔واقعہ معراج کی ان مادی و عقلی توجیہات کرنے والے مصنفین کے دلائل و مستدلات کا اس تحقیقی مقالے میں مختصر جائزہ پیش کیا جائے گا۔ واقعہ معراج کو خلاف عقل محسوس ہونے کے باعث بعض مسلم مصنفین نے بھی رد کیا ہے اور اس کی مادی تعبیر و توضیح کرنے کی کوشش کی ہے۔واقعۂ معراج کی استشراقی تاویلات بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ قرآن،احادیث اور سیرت میں اس واقعے کے بارے میں کیا معلومات ملتی ہیں۔

واقعۂ معراج ازروئے قرآن وحدیث

قرآن مجید میں معراج کا ذکر مجمل مگر متعین انداز میں کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں سفر معراج کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ

آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ البَصِيْر [i]

وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات ایک بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

اسی سورہ میں آگے چل کر اسے لوگوں کے لئے آزمائش قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاکَ إِلاَّ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ [ii]

اور جو نمائش ہم نے تمہیں دکھائی اس کو لوگوں کے لئے آزمائش کیا۔

سورۃ نجم میں جو تفصیلات آئی ہیں ان میں آپؐ کے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے اور علی الاختلاف رؤیت جبریل یا رؤیت باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یقینی بات ہے کہ آپؐ معراج کے موقع پر ہی اس بلند مقام پر پہنچے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ۝ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۝ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى ۝ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ۝ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۝ [iii]

اور انہوں نے اس کو ایک بار بھی دیکھا ہے۔ پرلی حد کی بیری کے پاس۔ اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے۔ جبکہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ان آیات قرآنی سے اسراء یعنی مسجد اقصیٰ تک جانے کی وضاحت ہوتی ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد کیا واقعات پیش آئے، اس کا علم ان آیات سے نہیں ہوتا۔ لیکن احادیث مبارکہ میں اس کی تفصیل ملتی ہے۔ احادیث میں معراج کے سفر، مناظر بعض قوموں اور ملکوں کے حالات اور جنت و جہنم کے مشاہدات کا ذکر ہے۔ احادیث میں دی گئی معلومات کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

ایک رات نبی اکرم ﷺ حرم شریف کے ایک خاص مقام "حطیم" میں لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت جبریل ؑ تشریف لائے، آپؐ کو بیدار کیا، زم زم کے پاس لے گئے اور لٹا دیا اور آپؐ کے سینہ مبارک کو چاک کیا، دل نکالا، اسے آب زم زم سے دھویا اور ایمان و حکمت کی باتیں آپؐ کے سینے میں ڈال کر سینے کو بند کر دیا۔ پھر ایک خاص سواری 'براق' لائی گئی۔ اس پر دونوں سوار ہوئے اور مسجد اقصیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں بہت سے اہم اور تاریخی مقامات آئے جہاں جبریل کے کہنے پر آپؐ نے نفل نماز ادا کی۔ یہاں تک کہ آپؐ مسجد اقصیٰ پہنچے، نفل نماز پڑھنے کے بعد آپؐ کے لئے ایک سیڑھی لائی گئی اس کے ذریعے دونوں آسمان پر چڑھے۔ پہلے آسمان پر پہنچے تو جبریل نے اندر داخل ہونے کے لئے دربان سے دروازہ کھولنے کو کہا۔ دربان نے آنے کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں اور انہیں بلایا گیا ہے۔ دربان نے دروازہ کھول دیا۔ دونوں آدمی اندر داخل ہوئے۔ یہاں حضورؐ کی ملاقات حضرت آدمؑ سے ہوئی۔ سلام وکلام کے بعد آدمؑ نے آپؐ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہاں سے پھر دوسرے آسمان پر چڑھے۔ یہاں کے دربان نے بھی وہی سوال کیا جو پہلے نے کیا تھا اور جبریل نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا اور آپؐ اندر داخل ہوئے۔ یہاں حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے آپؐ کی ملاقات ہوئی۔ سلام وکلام کے بعد انہوں نے بھی آپؐ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ پھر تیسرے آسمان پر چڑھے، یہاں حضرت یوسفؑ سے ملاقات ہوئی،

چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے، پانچویں پر حضرت ہارونؑ سے، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی۔ سب نے آپؐ کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب لے جایا گیا کہ فرشتوں کے قدم کے چلنے کی آواز آپ کو سنائی دے رہی تھی۔ وہاں سے آپؐ اور اوپر چلے اور 'سدرۃ المنتہٰی' پر گئے۔ یہاں کی چار نہروں کو آپؐ نے دیکھا جو مختلف نوعیت کی تھیں اور جن کے دھارے بھی مختلف تھے۔ یہاں سے اور اوپر چلے تو 'بیت المعمور' پر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپؐ کی خدمت میں دودھ اور شراب کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپؐ نے دودھ کے پیالہ کا انتخاب کیا۔ پھر آپؐ اللہ تعالیٰ کے اتنا قریب ہوئے کہ قوسین یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر وحی کی جو کچھ وحی کرنی تھی۔ اللہ نے آپؐ کو اس وقت پچاس نمازوں کا عطیہ عنایت کیا، مگر بعد میں گھٹ کر 5 وقت کی نمازیں رہ گئیں۔ اس کے علاوہ آپؐ کو قرآن کریم کی کچھ آیات اور دوسری چیزیں بھی ملیں۔ جسے لے کر آپؐ بالترتیب نیچے اترے اور پہلے آسمان پر پہنچے اور وہاں سے پھر سیڑھی کے ذریعے اتر کر مسجد اقصیٰ میں آئے۔ یہاں آپؐ نے انبیاء کی امامت فرمائی۔ پھر براق پر سوار ہو کر صبح کے اندھیرے میں اسی مقام پر آ گئے جہاں سے یہ سفر شروع ہوا تھا۔[iv]

آپؐ کے اس سفر میں اور اس کے متعلق مذکورہ روایات میں لوگوں کا امتحان اور آزمائش مقصود تھی اور یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و سلطنت کا ایک اعجاز ہے جس میں اہل دانش و بینش کے لئے سامان عبرت و ہدایت موجود ہے۔ یہ رحمت خداوندی کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی ہے اور ایمان لانے والوں، تصدیق کرنے والوں اور اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر یقین رکھنے والوں کے لئے یہ صاف اور صریح تنبیہ ہے ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت وارادہ کے مطابق جس طرح چاہا رسول ﷺ کو سفر کرایا تا کہ آپؐ کو اپنی نشانیوں میں سے جس قدر نشانیوں کا مشاہدہ کرانا چاہے وہ آپؐ کو کرائے، یہاں تک کہ رسولؐ نے اللہ عزوجل کے کارخانہ، اس کی عظیم سلطنت اور اس کی قدرت کا معائنہ کیا جس کے ذریعے وہ جو چاہتا ہے کراتا ہے۔ آپؐ نے اس واقعے کا ذکر لوگوں سے کیا تا کہ وہ اس کی تصدیق کریں۔

حضور اکرم ﷺ نے جیسے ہی معراج کی روداد کفار و مشرکین کے سامنے بیان کی، سنتے ہی ایک بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ یہ انکار و تکذیب خود اس بات کی دلیل ہے کہ معراج جسم کے ساتھ ہوئی تھی اور بیداری کی حالت میں۔ اگر یہ خواب ہوتا تو لوگ اس کی تردید اور تکذیب نہ کرتے۔ خواب میں ہر کوئی محیر العقول کارنامہ سرانجام دے سکتا ہے جس کا تصور بیداری کی حالت میں نہیں کیا جا سکتا۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت(17: 60) سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ خواب نہ تھا اور آپؐ کا یہ سفر جسم کے ساتھ بیداری کی حالت میں ہوا تھا۔ اس واقعہ کے متعلق حضرت ابو بکرؓ نے سنا تو اس کی تصدیق کی اور انہیں صدیق کا لقب ملا۔[v] محض ایک خواب کی تصدیق کیونکر ایک آزمائش بن سکتی ہے اور صرف ایک خواب کی تصدیق پر کسی کو صدیق کا لقب کیوں دیا جائے گا؟ نیز اگر یہ محض ایک روحانی واردات ہوتی تو ام ہانیؓ حضور ﷺ کو اسے بیان کرنے سے کیوں روکتیں، جیسا کہ ابن سعد نے صراحت کی ہے۔[vi] اس لئے لامحالہ اسے بیداری کی حالت میں مانا جائے گا اور یہ بھی تسلیم کیا جائے گا کہ یہ جسم اور روح دونوں کے ساتھ واقع ہوا تھا۔

واقعۂ معراج کی استشراقی توجیہات۔۔۔ تحلیل و تجزیہ

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں مقالہ ''معراج'' کے مصنف نے اس واقعے کو انسانی تخیل کا کارنامہ قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق واقعۂ معراج کئی دیگر واقعات کا مجموعہ ہے۔ وہ اسے اسرائیلی روایات سے اخذ کردہ داستان قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

معراجِ نبی کی کہانی وضع کرتے ہوئے مسلمان مصنفین نے یہود و نصاریٰ کی روایات سے ملنے والی مثالوں سے استفادہ کیا ہے۔[vii]

ان کے بقول اس واقعے میں مندرجہ ذیل تین طرح کے عوامل کارفرما ہیں:

1. قصص الانبیاء
2. عمومی تاریخ، جس میں کائنات کے مختلف واقعات کا بیان ہے۔
3. حیات بعد الموت سے متعلق ادب جس میں قیامت، جنت و جہنم اور فرشتوں کے متعلق امور بیان کئے گئے ہیں۔[viii]

گویا گزشتہ انبیاء کے ذکر، کائنات سے متعلق بعض امور اور جنت و جہنم کے بیان سے یہ نتیجہ نکالا جارہاہے کہ یہ واقعہ مندرجہ بالا تین عوامل سے اخذ کرلیا گیاہے۔ محض بعض مشترکہ موضوعات کی بناپر ایک واقعہ کو من گھڑت قرار دینا کسی طرح درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

سر سید احمد خان معراج کو رؤیا قرار دیتے ہوئے بخاری کی مندرجہ ذیل روایت میں "رؤیا" سے خواب مراد لیتے ہیں:

> ابن عباس نے قرآن مجید کی اس آیت " وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ أَرَيْنَاکَ إِلاَّ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل 17: 60) کی تفسیر میں کہا کہ یہ آنکھ کا رویاہے جو رسول اللہ ﷺ کو اس رات دکھایا گیا تھا جب وہ بیت المقدس کو لے جائے گئے تھے۔[ix]

معراج کے جسمانی ہونے کے حق میں علماء کے دلائل کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے سر سید احمد خان کہتے ہیں کہ علمائے متاخرین نے مذہبی گرمجوشی سے یہ بات کہی کہ معراج جسمانی تھی اور تمام واقعات جو واقع ہوئے ہیں فی الحقیقت واقع ہوئے تھے۔ لیکن اس دعویٰ کے حق میں ان کے پاس کوئی سند قرآن مجید کی موجود نہیں ہے بلکہ وہ محض بعض الفاظ کے معنوں پر جوش و خروش کے ساتھ بحث کرکے اس امر کو قائم کرتے ہیں۔[x] علماء کے دلائل کا سرسری ذکر کرنے کے بعد اور ان کا کوئی مدلل جواب دیئے بغیر سر سید احمد خان بڑی شدت سے انہیں یوں رد کرتے ہیں:

> مگر ہر شخص پر جس میں ذرا بھی سمجھ ہے اور ذرا بھی استدلال کا مادہ رکھتاہے واضح ہو گا کہ مذکورہ بالا دلیلیں کیسی پوچ اور ضعیف ہیں۔ ان دلیلوں کے پیش کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جو جوشِ مذہبی میں اندھے ہو کر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان تمام روایتوں پر جو ذرا بھی مذہب سے علاقہ رکھتی ہیں گو وہ کیسے ہی بیہودہ اور محال اور قابل تضحیک ہی کیوں نہ ہوں آمنا و صدقنا کہنا چاہئے۔ بلاشنہ ان مسلمانوں کا یہ جاہلانہ اعتقاد ان کی نامعقولیت پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن عیسائیوں کا یہ بیان کہ ہر مسلمان کو ان سب بیہودہ باتوں کو امور دینی سمجھ کر بلا وسواس ان پر اعتماد رکھنا واجب ہے اور بھی زیادہ بیہودہ پن ہے۔[xi]

اگرچہ سر سید معراج بصورت رویا کے قائل ہیں مگر وہ مستشرقین کی طرف سے معراج جسمانی پر کئے جانے والے اعتراضات کو بھی صحیح نہیں سمجھتے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم بغرض اتمام حجت معراج جسمانی کو واقعی تسلیم کرلیں اور یہ بھی تسلیم کرلیں کہ ان تمام قصوں پر اعتقاد رکھنا مسلمانوں کے یہاں ایک خاص امر دینی ہے، تب بھی ہم ان متعصب عیسائیوں سے جو ان روایات کی بناپر مذہب اسلام پر طعن

کرتے ہیں، پوچھ سکتے ہیں کہ ان کے اس قدر شور کی اصل وجہ کیا ہے جبکہ وہ خود اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں پر یقین رکھتے ہیں، کیا ان کا یہ اعتقاد نہیں ہے، کہ حضرت الیاس علیہ السلام آسمان پر انسانی جسم و شکل کے ساتھ موت کا ذائقہ چکھے بغیر ایک آتشیں گاڑی میں ایک آندھی کے ذریعے اٹھائے گئے ہیں، اور کیا عیسائی اس بات پر عقیدہ نہیں رکھتے کہ حضرت عیسی علیہ السلام مرنے کے بعد اٹھے اور آسمان پر چلے گئے اور خدا تعالیٰ کے دست راست کی طرف بیٹھے یعنی خود اپنے ہی دست راست کی طرف، کیونکہ وہ خود خدا تھے؟[xii] اس لیے ہم تمام عیسائیوں کو درج ذیل احکام کی پیروی کرنے کی صلاح دیتے ہیں کہ "تو اس ذرہ کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے دیکھتا ہے، اور اپنی آنکھ میں جو شہتیر ہے اس کو نہیں دیکھتا، تو اپنے بھائی سے کس طرح کہہ سکتا ہے کہ بھائی تو مجھ سے اپنی آنکھ کا ذرہ نکلوا لے جبکہ تجھ کو خود اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا، اے مکار پہلے تو اپنی آنکھ میں سے شہتیر تو نکال لے تب تجھ کو اپنے بھائی کی آنکھ میں ذرہ نکالنے کے لئے صاف نظر آنے لگے گا۔(لوقا: باب 6، آیت 41-42)[xiii]

سید امیر علی بھی سرسید کی مانند معراج کو محض ایک خواب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مکہ میں گزرنے والے بے چینی و انتظار کے اس زمانے میں معراج کا وہ خواب بھی نمایاں اہمیت رکھتا ہے جس نے بعد میں آنے والے شاعروں اور محدثین کو ان کے زبردست تخیل کے لیے ایک ایسا مواد فراہم کر دیا جس کی بنا پر انہوں نے قرآن کے سادہ سے الفاظ (بنی اسرائیل 17: 60) کے بارے میں کئی خوبصورت اور شاندار افسانے گھڑ لئے۔[xiv]

معتدل نقطۂ نظر رکھنے والے مصنف سٹین لی لین پول بغیر کسی دلیل کے یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس واقعے کو ایک خواب قرار دیا تھا۔ ان کے مطابق " محمد (ﷺ) نے ایک خواب دیکھا اور قرآن میں اس کا مختصر اور غیر واضح انداز میں حوالہ دیا۔ ان کے پیروکار یہ ماننے پر مصر رہے کہ یہ (خواب نہیں) حقیقت تھی، (یعنی) آسمان کی طرف جسمانی معراج، یہاں تک کہ محمد (ﷺ) اپنا یہ واضح مؤقف دہراتے دہراتے تنگ آگئے کہ وہ (صرف) ایک خواب تھا۔"[xv]

> محمد (ﷺ) نے ایک خواب دیکھا اور قرآن میں اس کا مختصر اور غیر واضح انداز میں حوالہ دیا۔ ان کے پیروکار یہ ماننے پر مصر رہے کہ یہ (خواب نہیں) حقیقت تھی، (یعنی) آسمان کی طرف جسمانی معراج، یہاں تک کہ محمد (ﷺ) اپنا یہ واضح مؤقف دہراتے دہراتے تنگ آگئے کہ وہ (صرف) ایک خواب تھا۔

مستشرق سپرنگر کی رائے میں حضرت محمد ﷺ نے خود اپنے پیروکاروں کی عقیدت میں اضافے کے لئے اور ان کی نظر میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام جیسا مقام و مرتبہ حاصل کرنے کے لئے معراج کے "افسانے" میں وقت کے ساتھ ساتھ مختلف "من گھڑت" تفصیلات شامل کیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ " محمد (ﷺ) نے مکہ میں تسلیم کر لیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کوہ سینا پر اپنے پاس بلا کر دوسرے لوگوں پر ایک امتیاز بخشا تھا۔ (اب) جب تک محمد (ﷺ) بھی ایسا یا اس سے بڑھ کر کوئی اعزاز حاصل نہ کر لیتے، ان کے پیروکار (ان سے) مطمئن نہ ہو سکتے تھے۔ لہٰذا اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ انہوں نے یروشلم کی طرف ان کے رات کے سفر پر یقین کر لیا تھا، وہ وقتاً فوقتاً اس (سفر کی روداد) میں ایسے اضافے کرتے رہے جس سے یہود یا نصاریٰ کے پیغمبروں کے ہر اعزاز کا توڑ ہو سکے۔۔۔ آہستہ آہستہ رات کا یہ سفر آوارہ تخیل کی ایجاد کردہ ایک شاندار ترین کہانی بن گیا"[xvi]

ولیم میور واقعۂ معراج کو رسول اللہ ﷺ کا خواب قرار دیتے ہیں جو ان کے دن بھر کے خیالات کی پیداوار تھا اور جس خواب کے بیان میں حضرت محمد ﷺ کے پیروکاروں نے ایسے پر جوش اضافے کر دیئے جو خود آپؐ نے بیان نہیں کئے تھے۔ ولیم میور کے مطابق:

> شمال کی طرف ان کے سفر کے مناظر ان کے تخیل کے سامنے گزرتے رہے۔ دن بھر کے خیالات نصف شب کی اونگھوں میں دوبارہ نظر آتے رہے۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ جبریلؑ انہیں تیزی سے پروں والے گھوڑے پر اٹھا کر مدینہ سے گزرتے ہوئے یروشلم کے معبد کی طرف لے جا رہے ہیں، جہاں سابقہ انبیاء نے ان کا استقبال کیا، جو ان کے استقبال کے لئے ایک پر وقار اجتماع میں اکٹھے ہوئے تھے..... یہ ایک ایسی کہانی ہے جس میں روایت موافق جوش و جذبے کے ساتھ پر انبساط طور پر مل جاتی ہے۔ (سوچ کی) لگام پارسا تخیل کے ہاتھ میں ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہے۔ [xvii]

مستشرق طور اینڈرے بھی معراج کو ایک خواب سے تعبیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آدھی رات کا وہ سفر جس کو مکہ میں پیغمبر (ﷺ) کے مخالفین نے اس سے کہیں زیادہ سنجیدگی سے لیا جتنا انہوں نے چاہا تھا، غالباً ایک خواب تھا۔ [xviii]

کینن سیل معراج کو نبی ﷺ کی ذہنی پریشانی کے نتیجے میں دکھائی دینے والا خواب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس شدید ذہنی پریشانی میں کہ جب مکہ میں تیرہ سالہ جدوجہد کا کوئی خاص نتیجہ نظر نہیں آ رہا تھا، محمد (ﷺ) نے ایک خواب دیکھا اور اپنے تخیل میں کم از کم یروشلم کے معبد تک پہنچ گئے جہاں فرشتوں اور نبیوں نے ان سے ملاقات کی اور وہاں سے بلند ترین آسمان اور بارگاہ الٰہی کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسلمانوں کے جدید مکتب فکر کے ذہین ترین ارکان معراج کو ایک خواب سمجھتے ہیں لیکن قدامت پسند مسلمان اس نقطۂ نظر کی مذمت کرتے ہیں۔ [xix]

معراج کو خواب قرار دینے والے عموماً ابن اسحاق کی اس روایت کو بنیاد بناتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ جب معاویہ بن سفیان سے اسراء اور معراج کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ایک "سچا خواب" تھا جو اللہ نے اپنے نبی کو دکھایا۔ [xx] دوسری اہم دلیل سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 60 ہے جس میں اس واقعے کے ضمن میں لفظ "رؤیا" کا استعمال کیا گیا ہے۔ نظریہ ءخواب کے قائلین یہاں رؤیا کا مطلب خواب قرار دیتے ہیں۔ "روحانی" معراج کے قائلین (جن کے نزدیک صرف آپؐ کی روح نے آسمانوں کا سفر طے کیا جبکہ جسم زمین پر ہی موجود رہا) حضرت عائشہ سے مروی کی جانے والی روایت کو بنیاد بناتے ہیں۔ یہ روایت بھی ابن اسحاق نے نقل کی ہے۔ ابن اسحاق خود بالواسطہ طور پر روحانی معراج یا خواب میں معراج کے نظریے کی حمایت یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ چونکہ ایک پیغمبر کی حالت بیداری اور نیند میں وحی یکساں اہمیت رکھتی ہے، اور چونکہ آپؐ کے اپنے ارشاد کے مطابق نیند میں بھی آپؐ کا دل نہیں سوتا، لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ معراج حالت خواب میں ہوئی یا نیند میں ایک ہی جیسی سچائی کی حامل ہے۔ [xxi]

معراج سے متعلق یہ تمام نظریات درست قرار نہیں دیئے جا سکتے کیونکہ یہ قرآن اور مستند احادیث کے واضح متن اور روح کے خلاف ہیں۔ جہاں تک رؤیۃ کے مفہوم کا تعلق ہے تو لغت میں رؤیا ایک سے زیادہ معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن رؤیۃ کا سب سے اہم اور مشہور معنی یہی ہے کہ کسی چیز کو بیداری کی حالت میں دیکھا جائے۔ آیت مذکورہ میں لفظ رؤیا کی تشریح کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آنکھ کا مشاہدہ تھا جو نبی اکرم ﷺ کو دکھایا گیا، جب آپؐ کو رات کے وقت میں بیت المقدس لے جایا گیا۔ [xxii]

طبری نے معراج کے متعلق مختلف نظریات کا ذکر کرنے کے بعد خواب یا روحانی حوالے سے معراج کے نظریات کا رد کرنے کے لئے بہت عمدہ دلائل پیش کئے ہیں۔ ان کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر معراج صرف روحانی ہوتی یا خواب کی حالت میں ہوئی ہوتی تو قرآن مجید میں اس کے لئے "اسریٰ بعبده" کے الفاظ استعمال نہ کیے جاتے بلکہ "اسریٰ بروحه" اور "اسریٰ فی منامه" کے الفاظ استعمال کئے جاتے۔ قرآن کے الفاظ کے ظاہری معنی و مفہوم کو چھوڑ کر ان کی کوئی دوسری تاویل کرنا بھی درست نہیں ہو گا۔ معراج کے جسمانی ہونے کی دوسری اہم دلیل یہ ہے کہ اگر معراج روحانی ہوتی یا خواب میں ہوئی ہوتی تو ایسی صورت میں اسے رسالت کے ثبوت کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ خواب میں تو کوئی بھی شخص انوکھے مناظر کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ روایات میں "براق" جیسی اشیاء کا ذکر ثابت کرتا ہے کہ معراج جسمانی تھی کیونکہ براق جسم کے ایک سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے نہ کہ روح کے انتقال کے لئے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی آیت 60 میں لفظ "رؤیا" سے مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ نے واضح فرمایا۔[xxiii]

معراج کے جسمانی ہونے کی ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ آئمہ حدیث اور بیشتر علماء کے نزدیک معراج آپؐ کے معجزات میں شامل ہے۔ اگر یہ محض ایک خواب ہوتا تو کس اعتبار سے اسے معجزہ قرار دیا جا سکتا تھا؟ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کی معراج کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ سارا واقعہ خواب کی حالت میں پیش آیا۔ لیکن صحیح یہ ہے اور جس پر زیادہ تر لوگوں، سلف صالحین کی بڑی تعداد ہے اور متاخرین میں فقہاء و محدثین اور متکلمین سب کا اتفاق ہے کہ معراج آنحضرتؐ کو جسم کے ساتھ ہوئی۔ جو شخص تمام آثار و احادیث کا بہ غائر مطالعہ اور تحقیق کرے گا، اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی اور اس ظاہر سے بے دلیل انحراف نہیں کیا جائے گا اور نہ ظاہر پر ان کو محمول کرنے میں کوئی محال لازم آتا ہے جو تاویل کی حاجت ہو۔[xxiv]

جو لوگ معراج جسمانی کے قائل نہیں ہیں وہ اپنی دلیل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث بیان کرتے ہیں جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حالت معراج میں آپؐ کا جسم مبارک موجود رہا، مفقود نہیں ہوا تھا۔[xxv] اس روایت سے استدلال اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب کہ یہ اصول حدیث کی رو سے درست ہو اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے کمزور ہے تو پھر اس سے استدلال کیسے درست قرار دیا جا سکتا ہے۔ سید سلیمان ندوی نے ان روایتوں کے ضعف کو کئی اعتبار سے واضح کیا ہے۔[xxvi] شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے حدیث عائشہؓ کو بعض وجوہ سے ناقابل استدلال قرار دیا ہے۔[xxvii] یہی رائے بعض دوسرے علماء کی ہے۔

سوائے ان چند روایات کے جو حسن بصری کے واسطے سے حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف منسوب ہیں اور ان کی سند بھی صحیح نہیں، پوری امت کا اجماع ہے کہ اسراء جسمانی طور پر عالم بیداری میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسراء کی خبر دیتے ہوئے لفظ "سبحان" ارشاد فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اللہ کی قدرت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ یہ لفظ انہی امور کے سلسلے میں استعمال ہوتا ہے جو انسانی طاقت سے باہر اور عقل سے بعید ہوں اور محال باور کئے جاتے ہوں اور لفظ "عبد" جو اس آیت میں آیا ہے عرب کے فہم و لغت میں جسم و روح کے مجموعے ہی پر دلالت کرتا ہے۔[xxviii]

سورۃ نجم کی آیت: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى (النجم 53: 17) بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ سفر جسم و روح دونوں کے

ساتھ تھا۔ باقی رہی حسن بصری کی روایت تو وہ دور صحابہ میں معروف نہ تھی اور بعد کی پیداوار معلوم ہوتی ہے۔ "اسراء" کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا آپؐ کی زوجیت میں نہیں آئی تھیں اور سن بلوغت کو بھی نہیں پہنچی تھیں۔[xxix]

اسراء اور معراج کے بارے میں علماء میں یہ اختلاف رائے بھی پایا جاتا ہے کہ یہ ایک مرتبہ پیش آئے یا دو الگ الگ واقعے ہیں۔ تاہم اکثر علماء کے نزدیک یہ دونوں واقعات ایک ہی مرتبہ پیش آئے۔ البتہ اسی اختلاف کے باعث یہ اختلاف بھی پیدا ہوا کہ معراج نوم کی حالت میں ہوئی اور اسراء بیداری کی حالت میں۔ علامہ زرقانی نے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے معراج اور اسراء کو ایک ہی واقعہ قرار دیا ہے۔ نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جمہور محدثین، متکلمین اور فقہاء کی یہی رائے ہے اور صحیح روایات کا تواتر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے، جن سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا۔[xxx]

اس سلسلے میں جو اختلاف پیدا ہوا ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نبی ﷺ نے کفار مکہ کے سامنے وضاحت سے بیت المقدس تک کے سفر کا حال بیان کیا۔ اس سے آگے کا حال مجمع میں تفصیل سے بیان نہیں کیا۔ لیکن جب ابو بکرؓ اور آپؐ کے دوسرے صحابہؓ کے ساتھ آپؐ تنہا تھے تو آپؐ نے سات آسمان سے گزر کر اپنی معراج کے بارے میں اور جو کچھ آپؐ نے دیکھا تھا اس کا ایک حصہ بیان کر دیا۔ باقی حصہ بعد کے برسوں میں آپؐ سوالات کے جواب میں بیان کرتے رہے۔

حافظ ابن کثیر نے ایسی تمام آراء کو لغو قرار دیا ہے جن میں معراج اور اسراء میں فرق کیا جاتا ہے۔[xxxi] حقیقت یہ ہے کہ واقعہ معراج کو صحابہؓ کی اتنی نمایاں تعداد نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں شک کرنے کی گنجائش نہیں رہتی کہ واقعہ حقیقی طور پر پیش آیا تھا۔ مزید یہ کہ اگر یہ معاملہ صرف خواب کی حالت میں پیش آیا ہوتا تو اس میں تعجب و حیرت کا کوئی پہلو موجود نہیں رہتا۔ اگر یہ سفر آپؐ نے خواب میں ہی کیا ہوتا تو محض ایک خواب کو قبول کرنے میں کسے ہچکچاہٹ ہو سکتی تھی؟ خواب میں تو ایک عام شخص بھی حیرت انگیز مظاہر کا مشاہدہ کر سکتا ہے اور اس پر کسی قسم کی حیرت اور تعجب کا ظہار نہیں کیا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ کے واقعہ معراج کو بیان کرنے سے جس طرح کفار مکہ نے آپؐ کا استہزاء کیا اور جس طرح لوگوں کو اس معاملے کی سچائی پر یقین کرنے میں تامل ہوا اسی سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یہ واقعہ معراج حالت نیند میں نہیں، حالت بیداری میں ہی پیش آیا تھا اور یہی اس واقعے کا معجزاتی پہلو ہے۔

غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ معراج سے مماثل واقعات آپؐ سے پہلے بھی انبیاء کو پیش آئے ہیں۔ کتاب پیدائش کے مطابق حضرت یعقوبؑ وہ پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے عالم بالا کا مشاہدہ ایک روحانی واردات کے ذریعے کیا۔ عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے:

> اور یعقوبؑ بیر سبع سے نکل کر حاران کی طرف چلا۔ اور اس جگہ پہنچ کر ساری رات وہاں رہا.... اور اسی جگہ سونے کو لیٹ گیا، اور خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک سیڑھی زمین پر کھڑی ہے اور اس کا سرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے اور خدا کے فرشتے اس پر سے چڑھتے اترتے ہیں۔ اور خدا اس کے اوپر کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ میں خداوند تیرے باپ ابرام کا خدا اور اسحاق کا خدا ہوں۔[xxxii]

اس خواب کو معراج یعقوبی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس واقعے سے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ حضرت یعقوبؑ نے صرف فرشتوں کو چڑھتے اترتے دیکھا یا انہوں نے خود بھی اس سیڑھی سے مقامات عالیہ طے کیے۔ تاہم یہ واقعہ اس اعتبار سے اہمیت رکھتا ہے کہ یہ عالم بشریت اور اور

عالم افلاک کے درمیان پائی جانے والی اولین معلوم کڑی ہے۔اسی طرح سے حضرت موسیٰ کا کوہ طور پر تشریف لے جانا، شرف ہمکلامی حاصل کرنااور جلوہ طور دیکھنا، عالم بیداری میں تھا۔یہاں معراج ایک اور ارتقائی منزل طے کرتی نظر آتی ہے یعنی عالم رؤیاء بیداری میں تبدیل ہوا۔بلندی نے فاصلے کم کیے، طور کی چوٹی اور افلاک کا فاصلہ کم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، عبد اور معبود کے درمیانی فاصلے کم ہوئے اور عظیم روحانی واردات وقوع پذیر ہوئی۔

جسم انسانی کے بلا کسی سہارے فضا میں بلند ہونے کے واقعات دنیا کے ہر مذہب میں بیان کئے جاتے ہیں۔ہندو، عیسائی اور چینی مذاہب میں اس کا ذکر خاص طور پر پایا جاتا ہے۔جہاں مادہ پرست اس کے وقوع سے انکار کرتے ہیں وہیں اس کے اثبات کی بیشمار شہادتیں بھی پائی جاتی ہیں۔انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کے مضمون Levitation میں لکھا ہے کہ انیسویں صدی میں اس قسم کے واقعات کی اطلاع ایک عینی شاہد نے دی، جس نے ڈینیل ڈگلس ہومز کو فضا میں تین مرتبہ بلند ہوتے دیکھا، اس واقعے کے بارے میں سر ولیم کروکس نے لکھا کہ میں نے تین مختلف مواقع پر اسے کمرے کے فرش سے پوری طرح بلند ہوتے دیکھا۔ہر موقع پر مجھے اس وقوعے کو پوری طرح دیکھنے کا موقع ملا۔اسی قسم کی رپورٹ Earl of Dunraven نے دو گواہوں کے ساتھ دی کہ انہوں نے ہومز کو ایک ایسی کھڑکی سے جو ستر فٹ کی بلندی پر تھی۔ ایک دوسری کھڑکی میں جو سات فٹ دور تھی منتقل ہوتے دیکھا۔[xxxiii]

ایک عام آدمی کے ہوا میں بلند ہونے کا نا قابل یقین واقعہ صرف اس لئے انسائیکلوپیڈیا میں جگہ پا سکتا ہے کہ اس کے راوی اور شاہد سب کے سب مغربی تھے۔انبیائے بنی اسرائیل کے واقعات کو صرف اس لیے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ انجیل مقدس میں درج ہیں۔لیکن حضرت محمد ﷺ کے ساتھ پیش آنے والے واقعے کو عقل کی بنیاد پر رد کر دیا جاتا ہے۔یہی واقعہ اسلامی لٹریچر میں ہو تو نا قابل قبول ٹھہرتا ہے لیکن جب اس کا چربہ دانتے کا قلم اتارے تو عہد وسطیٰ کا ادبی شہ پارہ کہلاتا ہے۔اس میں شک نہیں کہ معراج کا تجزیہ سائنسی انداز میں نہیں کیا جا سکتا۔لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سائنس کا تعلق انسانی ذہن سے ہے اور انسانی ذہن کی صلاحیت اور معلومات کے ذرائع دونوں محدود ہیں ۔سائنس عظیم نامعلوم کائنات کے حقیر سے معلوم شدہ حصے کا ہی احاطہ کرتی ہے۔معلوم اور نامعلوم حقائق میں فرق اس قدر زیادہ ہے کہ ان میں کوئی تناسب بھی قائم نہیں کیا جا سکتا۔درحقیقت سائنس کائنات کے اس معلوم شدہ حقیر حصے کے بھی کل سے نہیں بلکہ جزو سے بحث کرتی ہے۔غیر مادی معاملات کو اس میں زیر بحث نہیں لایا جاتا۔جب سائنس زندگی کے روحانی پہلو سے خود لاعلم ہے تو تو محض اپنی لاعلمی کی بنیاد پر ایسے کسی معاملہ میں سائنس کو کوئی فیصلہ صادر کرنے کا بھی خود اختیار نہیں ہے۔

سفر معراج میں مختلف قسم کے واقعات پیش آئے۔بعض روایات کی کمزوری کی بنا پر اس کے بعض جزئیات کا انکار تو کیا جا سکتا ہے، مگر کلی واقعہ کی نفی نہیں کی جا سکتی۔حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ بالجملہ صحت کے ساتھ واقعہ معراج ثابت ہے اور مسلمان اجتماعی طور پر اس کے قائل ہیں۔البتہ زندیق اور ملحد لوگ اس کے منکر ہیں۔وہ اللہ کے نورانی چراغ کو اپنی پھونکوں بجھانا چاہتے ہیں، لیکن وہ پوری روشنی کے ساتھ چمکتا رہے گا، گو کافروں کو برا لگے۔[xxxiv]

حاصل بحث

واقعہ معراج کے بارے میں کی گئی عقلی و مادی تعبیرات کے اس مختصر جائزے سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ تاویلات معجزات محمدی ﷺ کے انکار کے مختلف حیلے ہیں جو بنیادی طور پر ظن و گمان پر مبنی ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ تاریخی حقائق کے مقابلے میں ذاتی اندازے اور تخمینے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ نیز یہ کہ معراج کی مادی تاویل کرنے والے کئی مصنفین وہ ہیں جو معجزات کا عمومی انکار نہیں کرتے بلکہ صرف معجزات محمدی ﷺ کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ان تاویلات کے پس منظر میں عقلی ذرائع علم کی برتری کا احساس نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔یعنی صرف وہ امور قابل قبول ہیں جو عقل کے طے شدہ اصولوں کی رو سے درست قرار دیئے جا سکیں۔ جن معاملات کے بارے میں عقل کوئی وضاحت پیش کرنے سے قاصر ہو، انہیں یا تو من گھڑت قرار دے دیا جاتا ہے یا پھر مادی اصولوں کی روشنی میں ان کی کوئی من پسند تعبیر پیش کی جاتی ہے۔ تاہم ایسی مادی تعبیرات کو تسلیم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ فرض کر لیا جائے کہ ہم عقل و حواس کے سوا کسی ذریعہ علم کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ کسی ایسی برتر ہستی کے وجود کے قائل ہیں جو اپنے فیصلوں کے نفاذ کے لئے اسباب و علل کی محتاج نہیں۔ یہ سوچ انسانوں کے ایک مخصوص گروہ تک محدود ہے اور معروضیت سے عاری ہے اور موضوعی نظریات کی روشنی میں پیش کئے جانے والے ان خیالات کو تحقیقی حوالے سے کوئی اہمیت دینا ممکن نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے تمام احوال کا جائزہ کسی پہلے سے طے شدہ نظریے کی روشنی میں نہ لیا جائے بلکہ تاریخی وقائع کی تحقیقی دیانتداری کے ساتھ جانچ پرکھ کی جائے ۔ تاریخی طور پر کمزور روایات کو رد کرنے کے ساتھ ساتھ مستشرقین جب تک مستند تاریخی واقعات کو تسلیم کرنے کی روش نہیں اپناتے تب تک وہ اپنی تحریروں، اعتراضات اور تشریحات میں تحقیقی معروضیت کا دعوی کرنے میں سچے نہیں کہلا سکتے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی و حوالہ جات

[i] بنی اسرائیل 1:17

Banī Israīl 17:1

[ii] بنی اسرائیل 60:17

Banī Israīl 17:1

[iii] النجم 53:13-18

Al-Najm 53: 13-18

[iv] الجامع الصحیح للبخاری ،کتاب الصلوۃ ، باب کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء ،(349)،ص:30-31؛کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر ادریس وھو جد ابی نوح ،(3342)،ص:270؛کتاب المناقب، باب کان النبی ﷺ تنام عینہ ولاینام قلبہ(3570)،ص:290؛ کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ صلوات اللہ،(3207)،ص:260،دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض، 2008

Al-Būkhārī, al-Jamī Al-Sahih, kitab us Salāt, Bāb Kaifa Furidat as-Salāt fī al-Isrā, (349), p.30-31; Kitāb Ahādith al-Anbiya', Bāb Zikr Idrees wa hūwa Jadd Abī Nooh, (3342), p.270; Kitāb al-Manāqib, Bāb Kāna al-Nabī (PBUH) tanāmū Ainuhū wa la yanāmū Qalbuhū (3570), p.290; Kitāb Bad ūl Khalq, Bāb Zikr al-Malāikah (3207), p.260, Darussalam Publishers, Riadh, 2008

[v] ابن ھشام، السیرۃ النبویۃ ، شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البابي ، مصر، 1955م،399/1

Ibn Hashām, Al- Seerat ūn Nabawiyyāh, Mūstafa' al-Bābī Publishers, Egypt, 1955, 399/1

[vi] محمد ابن سعد، الطبقات الکبریٰ،دار صادر ، بیروت، س ن ،167/1

Mūhammad Ibn Sā'd, At-Tabqāt ūl Kūbra', Dar e Sādir, Beirut, n.d., 167/1

[vii] The Encyclopaedia of Islam, Leiden, New York, 1993, 99/7

[viii] Encyclopedia of Islam, 101/7

[ix] الجامع الصحیح للبخاری،کتاب مناقب الأنصار، باب المعراج (3888)،ص: 316

Al-Jamī Al-Sahīh lil Būkhārī, Kitāb Manāqib al-Ansār, Baab al-Mīāaj (3888), p.316

[x] سرسید احمد خان، خطبات احمدیہ، ادارہ دعوۃ الفرقان، لاہور، س ن ص:404

Sir Sayyid Ahmad Khān, Khūtbāt Ahmadiya'h, Da'wat al-Fūrqān Publishers, Lahore, n.d., p.404

[xi] ایضاً، ایضاً

Ibid, Ibid

[xii] کتاب مقدس، عہد نامہ جدید، متی: باب28، آیت7

Bible, New Testament, Mathew, Chap:7,Verse: 7

[xiii] سرسید احمد خان، خطبات احمدیہ، ص:405-406

Sir Sayyid Ahmad Khan, Khūtbāt e Ahmadiyah, p.405-406

[xiv]Sayyid Amir Ali,The Spirit of Islam, , S. K Lahiri, Lahore, 1902, p. 44
[xv] Poole, Stanley Lane, The Prophet and Islam, National Book Society, Lahore, 1959, p.19
[xvi]Sprenger, Aloys, Life of Mohammad from Original Sources, Presbyterian Mission Press, Allahabad, 1851, p. 125-126
[xvii] Emile Dermengham, The Life of Mahomet, (Translator: ArabellaYorke), George Routledge& Sons, London, 1930, 219-220/2
[xviii]Tor Andrae, Mohammed: The Man and His Faith, (Translator: TheophilMenzil), Harper & Brothers, New York, 1960, p.50
[xix] Emile Dermengham, The Life of Muhammad, p.72.73

[xx] ابن **هشام،** لسيرة النبوية ، 400/1

Ibn Hashām, As-Seerat ūn Nabawiyyah, 400/1

[xxi] ايضاً، ايضاً

Ibid, Ibid

[xxii] الجامع الصحيح للبخارى،كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج (3888)،ص: 316

Al-Jamī As-Sahīh lil Būkhārī, Kitab Manāqib al-Ansār, Bāb al-Mīrāj (3888),p.316

[xxiii] أبو جعفر الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن،دار هجر للطباعة والنشر، 2001م، 446-411/14

Abū Jāfar at-Tabrī, Jāmī al-Bayān an Tāwīl ay al-Qurān, Dār Hijr Publishers, 2001,411-446/14

[xxiv] ابن حجر عسقلانى، فتح البارى بشرح صحيح البخارى، دارالمعرفة، بيروت، 1379ھ، 197/7

Ibn Hajar Asqalānī, Fat hūl Bārī bī Sharhi' Sahīh al-Būkhārī, Dār al-Mārif, Beirut, 1379 AH, 197/7

[xxv] قاضى عياض، الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ،دارالفيحاء ، عمان، 1407ھ، 360/1

Qadī Ayāz, Ash-Shifa' bi Tarīf Huqūq al-Mūstafa', Dār al-Fīha, Oman, 1407 AH, 360/1

[xxvi] شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، الفیصل ناشران، لاہور، س ن، 308/3

Shiblī Naumānī, Sayyid Sulemān Nadvī, Seerat-ūn-Nabī (PBUH), Al-Faisal Publishers, Lahore, n.d., 308/3

[xxvii] شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، مکتبہ دانش دیوبند، 1981ء، 6/1

Sheikh Abdul Haq' Mūhaddis Dahalvī, Madārijūn Nabūwwah, Maktabah Dānish Deoband, 1981, 6/1

[xxviii] الشرقاوى، عبد الرحمن، محمد رسول الله ﷺ ، دارالشروق، بيروت، 1990م، 342-350

Ash-Sharqāwī, Abdur Rahmān, Mūhammad Rasūl Allāh (PBUH), Dār Ash-Shurūq, Beirut, 1990, 342-350

[xxix] قاضى عياض، الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ، 373-372/1

Qadī Ayāz, Al-Shifa' bī Tarīf Huqūq al-Mūstafa', 372-373/1

[xxx] زرقانى، شرح مواهب اللدنية، مطبعة الازهرية، مصر، 1327ھ، 306/1

Zarqanī, Sharh o Mawāhib al-Ladunya, Matba' al-Azhariyah, Egypt, 1327 AH, 306/1

[xxxi] ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء، تفسیر القرآن العظیم، دارطیبة للنشر والتوزیع، 1999م، 5/ 42

Ibn Kathīr, Imad ūd Dīn Abū al-Fida, Tafsīr al-Qūran al-Azīm, Dar Tayyabah Publishers, 1999, 42/5

[xxxii] کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب پیدائش، باب28، آیات: 10-13

The Bible, New Testament, Book of Birth, Chap: 28, Verse:10-13

[xxxiii] The New Encyclopedia Britannica, Encyclopedia Britannica Inc., USA, Fifteenth Edition, 1998, 104/5

[xxxiv] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،5/ 42

Ibn Kathīr, Tafsīr ūl Qūran al-Azīm, 42/5